از عدالتِ عظمیٰ[1]

تاریخ فیصلہ:29نومبر1956

سریندر ناتھ کھوسلہ

بنام

دلیپ سنگھ

(ایس۔ آر۔ داس چیف جسٹس بھگوتی، وینکٹارام آیر، بی۔ پی۔ سنہا اور ایس۔ کے۔ داس جے۔)

الیکشن-کاغذات نامزدگی کو بہتر طور پر مسترد کرنا-چاہے انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا ہو-پریز پٹیشن-دورکنی حلقہ-آیا انتخاب مکمل طور پر کالعدم ہے-تصدیق-تجویز کنندہ اور ثانوی کے انگوٹھے کا تاثر-کیا مناسب طریقے سے تصدیق شدہ ہے-عوامی نمائندگی ایکٹ، 1951 (XLIII،سال 1951)، دفعہ 100 (1) (c)-عوامی نمائندگی (انتخابات اور انتخابی درخواستوں کا انعقاد) رولز، 1951، قاعدہ 2(2)۔

ریاستی اسمبلی کے لئے دورکنی حلقہ سے انتخابات کے لئے بارہ امیدواروں نے کاغذات نامزدگی داخل کئے، ان میں سے ایک نشست درج فہرست ذاتوں کے لئے مخصوص ہے۔ امیدوار کے تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے عکسِ انگوٹھے کی تصدیق الیکشن کمیشن کے ذریعے اس سلسلے میں مخصوص مجسٹریٹ کے ذریعے کی گئی تھی۔ لیکن الیکشن کمیشن کی جانب سے مقامی حکام کو بھیجے گئے مراسلے میں مجسٹریٹ کا نام خارج کرنے کی غلطی ہوئی تھی۔ ریٹرننگ آفیسر نے کاغذات نامزدگی کو اس بنیاد پر مسترد کر دیا کہ تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے عکس انگوٹھے کی مناسب تصدیق نہیں تھی۔ انتخابات کو اس بنیاد پر کالعدم قرار دینے کے لیے ایک انتخابی درخواست دائر کی گئی تھی کہ کاغذات نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کر دیا گیا تھا اور اس نے انتخابات کے نتائج کو مادی طور پر متاثر کیا تھا۔ الیکشن ٹریبونل نے پورے انتخابات کو کالعدم قرار دے دیا:

حکم ہوا کہ (1) مجسٹریٹ کی طرف سے اصل میں الیکشن کمیشن کی طرف سے وضاحت کیے جانے کے بعد، اس کی طرف سے تصدیق اچھی تصدیق تھی، اور کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنا نامناسب تھا،(2) کہ کاغذات نامزدگی کے نامناسب طور پر مسترد ہونے کی صورت میں یہ مفروضہ تھا کہ انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا تھا، اور (3) یہ کہ درج فہرست ذات کے امیدوار سمیت پورا الیکشن کالعدم تھا۔

وشسٹ نارائن شرما بنام دیوچندر،(1955)509S.C.R1. ، ہری وشنو کامتھ بنام سید احمد اسحاق، (1955) 1104S.C.R 1.، ممتاز شدہ۔

چتر بھوج وٹھل داس جسانی بنام موریشور پراشرم،(1954).S.C.R817اور کرنیل سنگھ بنام الیکشن ٹریبونل، حصار،10. الیکشن لارپورٹس،189، کا حوالہ دیا گیا۔

اپیلیٹ دیوانی کا دائرہ اختیار: دیوانی اپیل نمبر23، سال1956۔

الیکشن ٹریبونل پٹیالہ کے 26 اگست 1955 کے فیصلے اور حکم کے خلاف الیکشن پٹیشن نمبر12، سال1954 میں اپیل۔

گوپال سنگھ، اپیل گزاروں کے لیے۔

جگن ناتھ کوشل اور نونیت لال، مدعا علیہ نمبر6 کے لیے۔

29.1956 نومبر۔

عدالت کا فیصلہ سنہا جسٹس نے سنایا۔

خصوصی اجازت کے ذریعے یہ اپیل پٹیالہ کے الیکشن ٹریبونل کے 26 اگست 1955 کے اکثریتی فیصلے اور حکم کے خلاف ہدایت کی گئی ہے، جس میں مدعا علیہان 18 بوٹا سنگھ کے کاغذات نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کرنے کی وجہ سے دونوں اپیل گزاروں کے انتخاب کو کالعدم قرار دیا گیا ہے۔

اپیل گزاروں کی جانب سے اٹھائے گئے دلائل کو سمجھنے کے لیے درج ذیل حقائق بیان کرنا ضروری ہے: اپیل گزاروں اور جواب دہندگان 2 سے 18 نے 9 جنوری 1954 کو سامانا کے دو رکنی حلقے سے پیپسو قانون ساز اسمبلی کے انتخاب کے لیے اپنے کاغذات نامزدگی داخل کیے۔ دو نشستوں میں سے ایک درج فہرست ذاتوں کے لیے مخصوص تھی اور دوسری ایک عام حلقہ تھا۔ ریٹرننگ آفیسر کے ذریعے کاغذات نامزدگی کی جانچ پڑتال 13 جنوری 1954 کو ہوئی۔ ریٹرننگ آفیسر نے تمام کاغذات نامزدگی قبول کر لیے سوائے بوٹا سنگھ کے جو اس بنیاد پر کہا گیا تھا کہ تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے عکسِ انگوٹھے کی تصدیق کسی افسر نے انتخابی قواعد کے مطابق نہیں کی تھی۔ انتخابات 24 فروری 1954 کو ہوئے اور نتائج کا اعلان 4 مارچ 1954 کو پیپسو گزٹ میں کیا گیا۔ اس طرح اعلان کردہ نتائج سے پتہ چلتا ہے کہ پہلے اپیل کنندہ سریندر ناتھ کھوسلہ نے عام حلقے میں 13,853 ووٹ حاصل کیے تھے اور دوسرے اپیل کنندہ پریتم سنگھ نے مخصوص نشست کے لیے 13,663 ووٹ حاصل کیے تھے۔ اپنے اپنے حلقوں سے سب سے زیادہ ووٹ حاصل کرنے کے بعد انہیں باضابطہ طور پر منتخب ہونے کا اعلان کیا گیا۔ دوسرے امیدواروں کو کم تعداد میں ووٹ ملے جو یہاں طے کرنا ضروری نہیں ہے۔ بوٹا سنگھ، جن کا کاغذات نامزدگی ریٹرننگ آفیسر نے مسترد کر دیا تھا، نے مزید کوئی قدم نہیں اٹھایا۔ لیکن پہلے مدعاعلیہ دلیپ سنگھ نے الیکشن کمیشن، مدعاعلیہ 19 کے پاس انتخابی درخواست دائر کی۔ انتخابی عرضی کی جانچ الیکشن ٹریبونل نے کی تھی جس میں تین افراد شامل تھے، جن میں سے ایک چیئرمین تھا۔ فریقین کے درمیان کئی مسائل پر بات چیت ہوئی۔ ٹریبونل کے چیئرمین و دیگر رکن نے پہلے مدعاعلیہ کے حق میں مادی مسائل 1 اور 4 کا فیصلہ اس اثر سے کیا کہ 18 ویں مدعاعلیہ کو باضابطہ طور پر پیش کیا گیا تھا اور اس کی تائید کی گئی تھی، کہ ریٹرننگ آفیسر نے غلط طریقے سے اس کا کاغذات نامزدگی مسترد کر دیا تھا اور اس مسترد ہونے کے نتیجے میں مجموعی طور پر انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا تھا۔ ان نتائج پر انہوں نے انتخابات کو مجموعی طور پر کالعدم قرار دے دیا اور اپیل گزاروں کے انتخاب کو الگ کر دیا۔ ٹریبونل کے تیسرے رکن نے، دوسرے معاملات پر اپنے فیصلے میں اکثریت سے اتفاق کرتے ہوئے، مقدمے کے سب سے زیادہ مادی مسئلے، یعنی مسئلہ 4 پر ان سے اختلاف کیا، اور کہا کہ پہلا مدعاعلیہ یہ ثابت کرنے میں ناکام رہا ہے کہ 18 ویں مدعاعلیہ کے کاغذات نامزدگی کے غلط مسترد ہونے سے

انتخابات کے نتائج پر مادی اثر پڑا ہے۔ اپیل گزاروں نے اس عدالت کا رخ کیا اور اکثریت کے فیصلے سے اپیل کرنے کے لیے خصوصی اجازت حاصل کی جس میں انتخابات کو مجموعی طور پر کالعدم قرار دیا گیا۔

یہ اپیل سب سے پہلے 23 مارچ 1956 کو تین ججوں کی ڈویژن بنچ کے سامنے سماعت کے لیے رکھی گئی تھی۔ اس بنچ نے ہدایت دی کہ کاغذات کو معزز چیف جسٹس کے سامنے رکھا جائے کیونکہ کیس کی سماعت ایک بڑی بنچ کے ذریعے کی جائے کیونکہ ان کے خیال میں یہ مقدمہ انتخابی قانون کے بارے میں ایک مشکل اور اہم نقطہ اٹھاتا ہے۔ انہوں نے ہری وشنو کامت بنام سید احمد اسحاق ([1]) میں مکمل عدالتی فیصلے کا حوالہ دیا، جس نے وششٹ نارائن شرما بنام دیو چندر ([3]) میں اس عدالت پہلے فیصلے کو برقرار رکھا، اس تجویز کے حکام کے طور پر کہ بار ثبوت اس شخص پر ہے جو انتخابات کو چیلنج کرنا چاہتا ہے اور اسے یہ ثابت کرنا ہوگا کہ کاغذات نامزدگی کے نامناسب مسترد ہونے سے انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا ہے۔ انہوں نے اس طرح کے بار کو نبھانے میں دشواری کا اشارہ کیا جب تک کہ درخواست گزار کی مدد کے لیے کسی قسم کا مفروضہ طلب نہ کیا جائے جس نے انتخابات کالعدم کرنے کی کوشش کی تھی۔

اس عدالت میں اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے ہمارے عزم کے لیے تین سوالات اٹھائے ہیں:

(1) یہ کہ الیکشن ٹریبونل نے پہلے معاملے کا غلط تعین کیا تھا اور یہ کہ 18 ویں مدعا علیہ کے تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے عکسِ انگوٹھے کی انتخابی قواعد کے مطابق مناسب تصدیق نہیں کی گئی تھی اور اس لیے ریٹرننگ آفیسر کی طرف سے کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنا قانون کے ذریعے جائز تھا۔ (2) یہ فرض کرتے ہوئے کہ کاغذات نامزدگی کو غلط طریقے سے مسترد کر دیا گیا تھا، چوتھے شمارے کا فیصلہ اکثریت نے غلط طریقے سے کیا تھا کیونکہ اس میں یہ خیال کیا گیا تھا کہ یہ مفروضہ تھا کہ نامزدگی کو غلط طریقے سے مسترد کرنے سے انتخابات پر مادی طور پر اثر پڑتا ہے اور یہ کہ اپیل گزاروں کی طرف سے پیش کردہ شواہد نے اس مفروضے کی تردید نہیں کی تھی۔ یہ مزید دعوی کیا گیا کہ مسئلہ نمبر 4 پر اقلیتی

فیصلہ اس اثر کے لیے تھا کہ یہ پہلے مدعاعلیہ کے لیے تھا، جس نے انتخابات کو الگ کرنے کی کوشش کی تھی، یہ ثابت کرنے کے لیے کہ 18ویں مدعاعلیہ کے کاغذات نامزدگی کے غلط مسترد ہونے کی وجہ سے انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا تھا، درست تھا، اور یہ کہ وہ ثبوت کے ذریعے اسے قائم کرنے میں ناکام رہا تھا۔ (3) کہ کسی بھی صورت میں، مخصوص نشست کے سلسلے میں دوسرے اپیل کنندہ کا انتخاب الگ نہیں کیا جانا چاہیے تھا۔

پہلا مسئلہ ان اصطلاحات میں ہے:

"کیا مدعاعلیہ نمبر 19 (اس عدالت میں مدعاعلیہ نمبر 18) کو باضابطہ طور پر تجویز کیا گیا تھا اور اس کی تائید کی گئی تھی اور اس کے کاغذات نامزدگی پر تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے عکسِ انگوٹھے کی قانون کے مطابق تصدیق کی گئی تھی؟

ٹریبونل نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ درحقیقت مدعاعلیہان بوٹا سنگھ کو باضابطہ طور پر تجویز کیا گیا تھا اور اس کی تائید کی گئی تھی۔ اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے حقیقت کے اس نتیجے کو چیلنج نہیں کیا۔ لیکن انہوں نے دعوی کیا کہ ٹریبونل کا یہ مزید نتیجہ کہ کاغذات نامزدگی پر تجویز کنندہ اور تائید کنندہ کے عکسِ انگوٹھے کی قانون کے مطابق تصدیق کی گئی ہے، غلط ہے۔ جہاں تک تصدیق کی باقاعدگی کا تعلق ہے، معاملہ عوامی نمائندگی ایکٹ، XLIII، سال 1951 (جسے اس کے بعد ایکٹ کہا گیا ہے)، خاص طور پر قاعدہ 2(2) کی توضیعات کے تحت بنائے گئے قواعد پر منحصر ہے، جو ان شرائط میں ہے:

"ایکٹ یا ان قواعد کے مقاصد کے لیے، ایک شخص جو اپنا نام لکھنے سے قاصر ہے، جب تک کہ ان قواعد میں دوسری صورت میں واضح طور پر فراہم نہ کیا جائے، یہ سمجھا جائے گا کہ اس نے کسی دستاویز یا دیگر کاغذ پر دستخط کیے ہیں اگر اس نے ریٹرننگ آفیسر یا پریذائیڈنگ آفیسر یا ایسے دوسرے افسر کی موجودگی میں جو الیکشن کمیشن کی طرف سے اس سلسلے میں متعین کیا جائے اور ایسے افسر نے اپنی شناخت کے بارے میں مطمئن ہونے پر اس نشان کو ایسے شخص کے نشان کے طور پر تصدیق کی ہے۔"

اس معاملے میں نامزدگی کی تصدیق ایک مقامی مجسٹریٹ نے کی تھی اور ٹریبونل نے متعلقہ شواہد کا حوالہ دینے کے بعد یہ نتیجہ ریکارڈ کیا ہے کہ اس سلسلے میں الیکشن کمیشن نے مجسٹریٹ کی

وضاحت کی تھی۔ لہٰذا سوال بنیادی طور پر ایک حقیقت ہے لیکن اپیل گزاروں کے وکیل نے دلیل دی کہ، جیسا کہ ٹریبونل نے پایا ہے، الیکشن کمیشن کی طرف سے مقامی الیکشن افسر کو مراسلے میں غلطی کی گئی تھی اور یہ کہ اس طرح کی غلطی، علمی یا حادثاتی، اگرچہ یہ ہو سکتی ہے، تصدیق کو ناقابل قبول قرار دینے کا اثر رکھتی ہے۔ ہم اس دلیل کو اصولی طور پر قبول کرنے کے لیے تیار نہیں ہیں۔ ٹریبونل نے اس حقیقت کو تسلیم کیا کہ جن افراد کے عکسِ انگوٹھے پر کاغذات نامزدگی لکھے گئے تھے انہوں نے واقعی امیدوار کی تجویز پیش کی تھی اور ان کی حمایت کی تھی اور ان عکسِ انگوٹھے کی تصدیق ایک مجسٹریٹ نے کی تھی جسے درحقیقت اس سلسلے میں مجاز کیا گیا تھا، اس دلیل کے لیے کوئی گنجائش نہیں ہے کہ ریٹرننگ آفیسر زیر بحث کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنے میں جائز تھا۔ اس لیے اعتراض کی پہلی بنیاد ناکام ہو جاتی ہے۔

اعتراض کی دوسری بنیاد مسئلہ نمبر 4 پر مبنی ہے، جو ان شرائط میں ہے:

"آیا مدعاعلیہ نمبر 19 (اس عدالت میں مدعاعلیہ نمبر 18) کے کاغذات نامزدگی کی منسوخی نے انتخابات کے نتائج کو مادی طور پر متاثر کیا تھا۔"

اس معاملے پر ٹریبونل کی اکثریت نے یہ نظریہ اختیار کیا کہ ایسے معاملے میں جہاں کاغذات نامزدگی کو غلط طریقے سے مسترد کیا گیا تھا، اس بات کا پختہ مفروضہ ہے کہ انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا ہے۔ اس نے ایکٹ کے نفاذ سے پہلے اور بعد میں مختلف الیکشن ٹریبونلز کے بڑی تعداد میں فیصلوں کا حوالہ دیا تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ زیادہ تر فیصلوں میں یہ نظریہ لیا گیا تھا کہ اس طرح کے معاملے میں نتیجہ نکلتا ہے۔ یہ انتخابات کے انعقاد کے حق میں ایک مفروضہ تھا جو مادی طور پر متاثر ہوا تھا اور اس کے برعکس ثابت کرنے کے لیے انتخابات کو برقرار رکھنے کی کوشش کرنے والے شخص پر بار تھا۔ انہوں نے اس مفروضے کو عملی جامہ پہنایا اور کہا کہ اپیل گزاروں (اس وقت کے جواب دہندگان) کی طرف سے پیش کردہ ثبوت اس مفروضے کی تردید نہیں کرتے ہیں۔ اپیل گزاروں کے فاضل وکیل نے قانون کے الفاظ کی طرف ہماری توجہ مبذول کرائی۔ دفعہ 100(1)(c) ان شرائط میں ہے:

"اگر ٹریبونل کی رائے ہے۔

....

(c) کہ انتخابات کا نتیجہ کسی نامزدگی کی نامناسب قبولیت یا مسترد ہونے سے مادی طور پر متاثر ہوا ہے،

ٹریبونل انتخابات کو مکمل طور پر کالعدم قرار دے گا۔"

انہوں نے استدلال کیا کہ قانون سازیہ نے کاغذات نامزدگی کی "نامناسب قبولیت" اور "نامناسب مسترد" کو ایک ہی بنیاد پر رکھا ہے، اور انتخابات کے کالعدم ہونے کے اعلان کی مثال یہ ہے کہ ٹریبونل کو نہ صرف اس بات سے مطمئن ہونا چاہیے کہ کاغذات نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کیا گیا ہے بلکہ یہ بھی کہ نامناسب مسترد ہونے سے انتخابات کے نتائج پر مادی اثر پڑا ہے، (قانون کی توضیعات کو موجودہ کیس کے حقائق تک محدود کرنا)۔ اس نے اس عدالت میں دو فیصلوں، یعنی وششٹ نارائن شرما بنام دیو چندر (اوپر) اور ہری وشنو کامتھ بنام سید احمد اسحاق (اوپر) پر بھی اس تجویز کی حمایت میں انحصار کیا تھا کہ دونوں شرائط مجموعی ہیں اور دونوں کو قائم کیا جانا چاہیے اور ان کو قائم کرنے کا بار اس شخص پر ہے جو انتخابات کو کالعدم کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے ایکٹ کی دفعہ 90(3) کی شرائط پر بھی انحصار کیا کہ ایویڈنس ایکٹ کی توضیعات کے تابع ہوں گی، جو کسی انتخابی پٹیشن کے مقدمے کی سماعت پر ہر لحاظ سے لاگو ہوتی ہیں۔ مزید دلیل ہے کہ اس لیے ایویڈنس ایکٹ کی دفعہ 101 اور 102 کا اطلاق ہونا چاہیے اور ٹریبونل کے سامنے درخواست گزار پر بار ڈالا جانا چاہیے تاکہ اسے کوئی راحت دینے سے پہلے دونوں شرائط قائم کی جا سکیں۔ ہماری رائے میں، یہ دلیل اپیل گزاروں کے معاملے کو اس سے زیادہ آگے نہیں بڑھاتی جو مقرر کیا گیا ہے۔ اس عدالت ذریعے مذکورہ بالا مقدمات میں۔ مفروضے کے قواعد سمیت ایویڈنس ایکٹ کی دیگر توضیعات کو بھی یکساں طور پر لاگو ہونی چاہئیں۔ لیکن مذکورہ بالا دو مقدمات میں سے کوئی بھی موجودہ مقدمے کے حقائق پر براہ راست لاگو نہیں ہوتا ہے جو کہ کاغذات نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کرنے کا ایک معاملہ ہے۔ اس عدالت کی ایک ڈویژن بنچ نے چتربھوج وٹھل داس جسانی بنام موریشور پراشرم (1) کے معاملے میں صفحہ 842 پر کہا ہے کہ کاغذات

نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کرنا "پورے انتخابات کو متاثر کرتا ہے"۔ اسی طرح کا نظریہ کرنیل سنگھ بنام الیکشن ٹریبونل، حصار (2) کے معاملے میں اس عدالت کے پانچ ججوں کی بنچ نے لیا تھا۔ لیکن، جیسا کہ اپیل گزاروں کی جانب سے بتایا گیا ہے، ان دونوں میں سے کسی میں بھی ایکٹ کی متعلقہ توضیعات پر تبادلہ خیال نہیں کیا گیا ہے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ دفعہ کے الفاظ عام طور پر نامناسب قبولیت کے معاملے میں مساوی اطلاق کے ساتھ ہیں، اور ساتھ ہی نامزدگی کے کاغذات کو نامناسب طور پر مسترد کرنے کے معاملے میں بھی، کیس قانون نے مقدمات کے دو طبقات کے درمیان فرق کیا ہے۔ جہاں تک مؤخر الذکر کے مقدمات کا تعلق ہے، اس بات کی نشاندہی کی جاسکتی ہے کہ ملک کے تقریباً تمام الیکشن ٹریبونلز نے مستقل طور پر یہ نظریہ اختیار کیا ہے کہ کاغذات نامزدگی کے نامناسب مسترد ہونے کی صورت میں یہ مفروضہ ہے کہ اس نے انتخابات کے نتائج کو مادی طور پر متاثر کیا ہے۔ عملی مشکل کے علاوہ، تقریباً ناممکن، یہ ظاہر کرنا کہ ووٹروں نے ایک خاص طریقے سے اپنا ووٹ ڈالا ہوگا، یعنی کہ ان میں سے کافی تعداد نے مسترد شدہ امیدوار کے حق میں اپنا ووٹ ڈالا ہوگا، حقیقت یہ ہے کہ انتخاب کے لیے کئی امیدواروں میں سے ایک کو میدان سے باہر رکھا گیا تھا، اپنے آپ میں ایک بہت ہی مادی غور ہے۔ ایسے معاملات کا آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے جہاں ووٹروں کے نقطہ نظر سے سب سے زیادہ مطلوب امیدوار اور دوسرے امیدواروں کے نقطہ نظر سے سب سے مضبوط امیدوار کو غلط طریقے سے انتخابات میں حصہ لینے سے باہر رکھا گیا ہو۔ اس طرح کے مطلوبہ امیدوار کو باہر رکھ کر، کاغذات نامزدگی کو مسترد کرنے والے افسر نے شاید ووٹروں کو دستیاب بہترین امیدوار کو ووٹ دینے سے روک دیا ہو۔ دوسری طرف، کاغذات نامزدگی کی نامناسب قبولیت کی صورت میں، یہ ظاہر کرنے کے لیے ثبوت آسانی سے سامنے آسکتے ہیں کہ اضافی امیدوار کے میدان میں آنے کا میدان میں بہترین امیدوار کے انتخاب پر کوئی اثر نہیں پڑا ہے۔ لہذا یہ قیاس جائز ہے کہ دونوں طبقوں کے مقدمات کے درمیان فرق کو محسوس کرتے ہوئے قانون سازیہ نے عوامی نمائندگی (دوسری ترمیم) ایکٹ، XXVII، سال 1956 کے ذریعے دفعہ 100 میں ترمیم کرکے اور یہ فراہم کرنے کی حد تک جاکر کہ کسی بھی کاغذات نامزدگی کو نامناسب طور پر مسترد کرنا انتخابات کے

کالعدم ہونے کا حتمی ثبوت ہے، اس نظریے کو قانون سازی کی منظوری دے دی ہے۔ مذکورہ وجوہات کی بناپر، ہماری رائے میں، چوتھے مسئلے پر اکثریت کا فیصلہ بھی درست ہے۔

متبادل طور پر، اپیل گزاروں کے فاضل وکیل کی طرف سے یہ دلیل دی گئی کہ اگر ایسا کوئی مفروضہ تھا، تو یہ قابل تردید تھا اور ٹریبونل کو یہ ماننا چاہیے تھا کہ اپیل گزاروں کی طرف سے پیش کردہ ثبوت اس مفروضے کی تردید کرتے ہیں۔ اس نے ہمیں ان کی طرف سے پیش کردہ زبانی شواہد کے بذریعے لے جانے کی تجویز پیش کی۔ لیکن ہم نے اس ثبوت میں جانے سے اس سادہ سی وجہ سے انکار کر دیا کہ یہ عدالت خصوصی اجازت کی اپیل میں عام طور پر کسی مجاز ٹریبونل کے ذریعے درج کردہ حقائق کے نتائج کو دوبارہ نہیں کھولتی ہے۔ لہذا، یہ ماننا ضروری ہے کہ ٹریبونل اس نتیجے پر پہنچنے میں جائز تھا کہ زیر بحث نامزدگی کے نامناسب مسترد ہونے سے انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا تھا۔

آخر میں اس بات پر زور دیا گیا کہ یہ فرض کرتے ہوئے کہ ٹریبونل نے جہاں تک عام نشست کا تعلق ہے، انتخابات کو کالعدم قرار دینے میں جواز پیش کیا ہے، مجموعی طور پر انتخابات کو کالعدم قرار دینے کی کوئی وجہ نہیں ہے اور اس لیے دوسرے اپیل کنندہ کا انتخاب کالعدم نہیں ہونا چاہیے تھا۔ لیکن دفعہ 100 میں شرائط میں کہا گیا ہے کہ اگر ٹریبونل کی رائے تھی، جیسا کہ اس معاملے میں تھی، کہ کاغذات نامزدگی کے نامناسب مسترد ہونے سے انتخابات کا نتیجہ مادی طور پر متاثر ہوا تھا، تو ٹریبونل انتخابات کو مکمل طور پر کالعدم قرار دے گا۔ اس معاملے میں انتخاب دوہری نشست والے حلقے کے حوالے سے تھا اور یہ ایک لازمی مجموعی تھا۔ اگر اسے کالعدم قرار دینا پڑا تو ٹریبونل نے مجموعی طور پر انتخابات کو کالعدم قرار دینے کا جواز پیش کیا۔

چونکہ اپیل کی حمایت میں اٹھائے گئے تمام دلائل ناکام ہو جاتے ہیں، اس لیے مقابلہ کرنے والے جواب دہندگان کو اخراجات کے ساتھ اسے مسترد کیا جانا چاہیے۔

اپیل مسترد کر دی گئی۔